WWW.NAFSEISLAM.COM

تعارف

سُورۃ اللھب

نام : اس سورت کا نام اللھب ہے۔ اس میں ایک رکوع، پانچ آیتیں، بیس کلمات اور اسّی حروف ہیں۔

نزول : یہ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔ اس کی شان نزول کے بارے میں اس سورت کا حاشیہ ۱ ملاحظہ فرمائیے۔

یہاں صرف اتنا عرض کرنا ہے کہ قرآن کریم میں نام لے کر ابولہب کا ذکر کیوں کیا گیا۔ حالانکہ مکہ، مدینہ اور دیگر قبائل عرب میں حضور کے دشمنوں اور دین کے بدخواہوں کی کمی نہ تھی۔ ان کی اذیت رسانیاں، دلآزاریاں اور اسلام کو بحیثیت دین ناکام کرنے کی کوششیں ابولہب کی سازشوں سے کسی طرح کم نہ تھیں۔ پھر اس کی کیا خصوصیت ہے جس کے باعث اس کا نام لے کر اس کی گوشمالی کی گئی۔

جہاں محبت کی توقع ہو وہاں سے اگر نفرت و عداوت کا لاوا پھوٹ نکلے۔ جہاں سے تائید و اعانت کی اُمید ہو وہاں سے مخاصمت کا طوفان اُمڈنے لگے تو یقیناً یہ چیز بڑی تکلیف دہ ہوتی ہے۔ ابولہب حضور کا حقیقی چچا تھا۔ حضرت عبداللہ اور ابولہب دونوں حقیقی بھائی تھے۔ اس سے بجا طور پر یہ اُمید کی جاسکتی تھی کہ وہ اپنے سگے بھائی کے یتیم بیٹے کے ساتھ شانہ بشانہ کھڑا ہوگا اور اس کی تائید و نصرت میں ذرہ برابر کوتاہی نہیں کرے گا۔ نیز یہ بنی ہاشم کا رئیس تھا۔ عرب کا وہ معاشرہ جس میں ہادی برحق صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے اس میں ہر قسم کی مرکزیت قبیلہ کو حاصل تھی۔ قبیلہ کے ہر فرد کی امداد کرنا اس قبیلہ کے سردار کی اخلاقی اور سیاسی ذمہ داری تھی۔ اگر وہ فرد ظالم بھی ہوتا تو مظلوم کی مدد کے بجائے قبیلے کے سارے افراد اپنے ظالم بھائی کی مدد کرنا ضروری سمجھتے۔ ابولہب بنی ہاشم کا رئیس تھا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی ہاشمی تھے۔ اس کا یہ فرض اولین تھا کہ وہ اپنے خاندان کے ایک باکمال فرد کی دعوت کو قبول کرتا اور دعوت کو کامیاب بنانے کے لیے اپنے سارے وسائل داؤ پر لگا دیتا۔

خونی اور خاندانی قریبی تعلقات کے علاوہ وہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا پڑوسی تھا۔ دونوں مکانوں میں صرف ایک دیوار حائل تھی۔ پڑوسی کا حق دُنیا کے ہر معاشرہ میں مسلّم ہے۔ نیز ہمسائیگی کے باعث وہ حضور کے ذاتی اور عائلی ایسے حالات کو بھی جانتا تھا جن سے عموماً دُوسرے لوگ واقف نہیں ہوتے۔ ایسی پاکیزہ زندگی، ایسی مَن موہنی سیرت، ایسے بے داغ کردار کا مشاہدہ وہ شب و روز کرتا اور پھر بھی اس مرقع زیبائی و رعنائی پر کیچڑ اچھالنے سے باز نہ آتا تھا۔ پھر جس شدت اور خست سے وہ اپنی عداوت کا مظاہرہ کیا کرتا اس کی بھی نظیر مشکل سے ہی ملے گی۔ حضور اپنے گھر میں جب مصروف عبادت ہوتے تو وہ مُردہ جانوروں کے بدبودار اوجھڑی گلی سڑی آنتیں اٹھا کر لاتا اور حضور پر پھینک دیتا۔ گھر کے آنگن میں

کوڑا کرکٹ ڈالنا اور جہاں ہنڈیا پک رہی ہوتی وہاں غلاظت پھینکنا اس کا روزمرہ کا معمول تھا۔ صرف اسی پر بس نہیں، اس کی بدبخت بیوی امارت و وجاہت کے باوصف خود جنگل میں جاتی اور خاردار ٹہنیاں چنتی، ان کا گٹھا اپنے سر پر اٹھا کر لاتی اور رات کے وقت حضور کی راہ میں ڈال دیتی تاکہ آخر شب جب حضور حرم کی طرف تشریف لے جائیں، تو آپ کے نرم و نازک پاؤں میں کوئی کانٹا ہی چبھ جائے۔

اعلانِ نبوت سے پہلے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دو صاحبزادیاں اس کے دو بیٹوں، عتبہ اور عتیبہ کے ساتھ بیاہی گئی تھیں، جب سرورِ عالم نے اسلام کی تبلیغ شروع کی تو اس نے اپنے دونوں بیٹوں کو بلایا اور دو ٹوک الفاظ میں کہا کہ اگر تم ان کی بیٹیوں کو طلاق نہیں دو گے تو تمہاری میری بول چال، لین دین، آنا جانا قطعاً بند ہو جائے گا۔ تم میرا منہ بھی نہ دیکھ سکو گے۔ چنانچہ دونوں نے حضور کی صاحبزادیوں کو طلاق دے دی اور عتیبہ نے اپنے خبثِ باطن کا کچھ زیادہ ہی ظاہرہ کیا۔ کہنے لگا میں والنجم اذا ھوی کے رب کا کفر کرتا ہوں۔ اس ناپاک نے رخِ انور پر تھوکنے کی جسارت کی جو لوٹ کر اسی کے قبیح منہ پر آ پڑی۔ حضور کی زبان سے نکلا، الٰہی اپنے کتوں میں سے ایک کتا اس ناہنجار پر مقرر فرمائے۔ چنانچہ ایک سفر میں ایک شیر نے اسے پھاڑ ڈالا، لیکن نہ اس کا ناپاک خون پیا اور نہ اس کے پلید گوشت کو کھایا۔ اس واقعہ کی تفصیل آپ سورۃ النجم کے حواشی میں پڑھ چکے ہوں گے۔

ابولہب کی بد باطنی کا ایک اور واقعہ سنیے: نبوت کے ساتویں سال کفارِ مکہ نے حضور کے ساتھ اور حضور کے سارے خاندان بنی ہاشم اور بنی مطلب کے ساتھ مکمل بائیکاٹ کا اعلان کیا تو بنی ہاشم اور بنی مطلب کے وہ افراد بھی جنہوں نے اسلام قبول نہیں کیا تھا محض قبائلی عصبیت کے باعث شعبِ ابی طالب میں محصور ہو گئے، لیکن ابولہب نے ہاشمی ہوتے ہوئے حضور کی مخالفت کی اور اس بائیکاٹ میں کفارِ مکہ کا ساتھ دیا۔

دینِ اسلام اور رسولِ اسلام سے اس کا بغض و عناد اتنا شدید تھا کہ وہ ہر وقت حضور کے پیچھے لگا رہتا اور حضور کی تکذیب کرتا۔ حضور کا یہ معمول تھا کہ جہاں کہیں تجارتی بازار لگتے یا لوگوں کا اجتماع ہوتا وہاں تشریف لے جاتے اور حاضرین کو توحید کی دعوت دیتے۔ یہ کمبخت ہر ایسے موقع پر پہنچ جاتا اور چلا چلا کر لوگوں کو کہتا کہ لے لوگو! یہ میرا بھتیجا ہے، یہ دیوانہ ہو گیا ہے اس کے قریب مت جانا، اس کی بات ہرگز نہ سننا ورنہ گمراہ ہو جاؤ گے۔ الغرض اس سے اسلام کی تائید و نصرت کی جتنی توقعات وابستہ کی جا سکتی تھیں وہ ان کے برعکس اتنی شدت سے ہی اسلام کی مخالفت میں سرگرم رہا کرتا۔ عداوت و مخالفت میں اس کا بڑا نمایاں کردار تھا جو ایک انفرادی حیثیت کا مالک تھا۔ اس لیے قرآنِ کریم میں اس کا نام لے کر لعنت کی بوچھاڑ کی گئی۔ ابولہب اس کی کنیت تھی اور اسی سے وہ زیادہ مشہور تھا۔ عبدالعزیٰ اس کا نام تھا۔ یہ ناپاک نام اس قابل نہ تھا کہ اس کو قرآن میں ذکر کیا جاتا۔ اس لیے اس کے نام کے بجائے اس کی کنیت ابولہب ذکر کی گئی تاکہ لوگوں کو اس کے دوزخی ہونے کا بھی پتہ چل جائے۔

اس سورت کے مطالعہ سے اس امر کا بآسانی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ بارگاہِ رسالت میں معمولی سی گستاخی سے جبینِ قدرت پر کس طرح شکن پڑ جاتے ہیں، غضبِ خداوندی کے شعلے کس طرح بھڑکنے لگتے ہیں۔ اس بدنصیب نے تو ایک انگلی اٹھا کر

اشارہ کیا اور نازیبا الفاظ بکے۔ اس کے جواب میں رحمتِ عالم نے تو اسی حلم اور عفو و درگزر کا ثبوت دیا جو آپ کی شایانِ شان تھا لیکن غیرتِ خداوندی جوش میں آگئی اور تبت یدا ابی لهب فرما کر ہر بے ادب اور ہر گستاخ کو صاف صاف بتا دیا کہ اگر تم سے کوئی ایسا لفظ یا فعل صادر ہوا جس سے میرے حبیب کی شان میں بے ادبی کا کوئی پہلو نکلے تو یاد رکھو غضبِ الٰہی کی بجلی کوندے گی اور تمہیں جلا کر خاکستر کر دے گی۔ عزت بخاری نے کیا خوب فرمایا ہے ؎

ادب گاہیست زیرِ آسماں از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنیدؒ و بایزیدؒ ایں جا

سُوْرَةُ اللَّهَبِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ خَمْسُ اٰيَاتٍ

سورہ اللہب مکی ہے اور اس میں پانچ آیتیں ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

تَبَّتْ يَدَآ اَبِىْ لَهَبٍ وَّتَبَّ ۝١ مَآ اَغْنٰى عَنْهُ مَالُهٗ وَمَا كَسَبَ ۝٢

ٹوٹ جائیں ابولہب کے دونوں ہاتھ اور وہ تباہ و برباد ہوگیا [۱] کوئی فائدہ نہ پہنچایا اسے اس کے مال نے اور جو اس نے کمایا [۲]

[۱] تَبَّ کا لفظ خسران، نامرادی اور بربادی کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ ومعنی تَبَّتْ خسرت وقیل خابت وقیل هلکت۔ (قرطبی)

جب حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی: وانذر عشیرتک الاقربین کہ اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرائیے۔ اس ارشاد الٰہی کی تعمیل کے لیے حضور صفا کی پہاڑی پر کھڑے ہوئے اور یا صباحاہ بلند آواز سے کہا۔ عرب کا دستور تھا کہ جب کوئی ناگہانی آفت آجاتی اور لوگوں کو امداد کے لیے بلانا مقصود ہوتا تو "یا صباحاہ" کے الفاظ سے ندا کرتے۔ لوگوں نے جب یہ ندا سنی تو بھاگتے ہوئے صفا کی پہاڑی کے دامن میں آپہنچے اور جو خود حاضر ہونے سے قاصر تھے انہوں نے حقیقت حال دریافت کرنے کے لیے اپنے نمائندے بھیجے۔ جب سارے قریشی قبیلے جمع ہو گئے تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں تمہیں یہ بتاؤں کہ اس پہاڑ کے پیچھے سے دشمنوں کا لشکر سوار دستہ تم پر حملہ کرنے کے لیے آرہا ہے تو کیا تم میری تصدیق کرو گے؟ سب نے بیک زبان جواب دیا بے شک ہم آپ کی تصدیق کریں گے کیونکہ ہم نے آج تک آپ کی زبان سے سچ ہی سنا ہے۔ حضور نے فرمایا میں تمہیں تنبیہ کرتا ہوں کہ اگر تم شرک سے باز نہ آئے تو خدا کا عذاب تمہیں نیست و نابود کر دے گا۔ ابولہب، جو حضور کا چچا تھا، اس نے انگلی اٹھا کر اشارہ کیا اور گستاخی کرتے ہوئے بولا تَبًّا لَّكَ اَمَا جَمَعْتَنَا اِلَّا لِهٰذَا۔ اللہ تعالیٰ کو اس گستاخ کی گستاخی اپنے حبیب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں سخت ناگوار گزری اور انتہائی غضب اور ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ جائیں جن ہاتھوں کی ایک انگلی بے ادبی کے لیے اٹھی ہے وہ دونوں ہاتھ ٹوٹ جائیں، انہیں کبھی اپنے مقصد میں کامیابی نہ ہو۔ یہ بددعا ہے۔ وَتَبَّ فرمایا کہ وہ تباہ و برباد ہوگیا، وہ ٹوٹ پھوٹ کر رہ گیا، اس کا جسم ریزہ ریزہ کر دیا گیا اور جو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا تھا اسے پورا ہونے میں زیادہ دیر نہ لگی۔ بزدلی کے باعث بدر کی جنگ میں یہ شریک نہ ہوا، لیکن بدر کی عبرتناک شکست پر ابھی صرف ایک ہفتہ ہی گزرا تھا کہ اس کے جسم پر ایک زہریلا چھالا (العدسہ) نمودار ہوا جو چند دنوں میں اس کے سارے جسم پر پھیل گیا۔ ہر جگہ سے بدبودار پیپ بہنے لگی۔ گوشت گل گل کر گرنے لگا۔ اس کے بیٹوں نے جب دیکھا کہ اسے ایک متعدی بیماری لگ گئی ہے تو انہوں نے اس کو اپنے گھر سے باہر نکال دیا اور تڑپتے تڑپتے اس نے جان دے دی۔ اب بھی اس کی نعش کو ٹھکانے

سَیَصْلٰی نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ ﴿۳﴾ وَّامْرَاَتُهٗ ؕ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ﴿۴﴾

عنقریب وہ جھونکا جائے گا شعلوں والی آگ میں ۳ ؎ اور اس کی جورو بھی ۴ ؎ بدبخت ایندھن اٹھانے والی ۵ ؎

لگانے کے لیے کوئی عزیز اس کے قریب نہ گیا۔ تین دن تک اس کی لاش پڑی رہی جب اس کے تعفن اور بدبو سے لوگ تنگ آگئے اور اس کے بیٹوں کو لعنت ملامت شروع کی تب انہوں نے چند حبشی غلاموں کو اس کی لاش ٹھکانے لگانے پر مقرر کیا۔ انہوں نے ایک گڑھا کھودا اور لکڑیوں سے اس کی لاش کو دھکیل کر اس گڑھے میں پھینک دیا اور اوپر سے مٹی ڈال دی۔ اتنے بڑے قوم کے سردار اور مکہ کے چوٹی کے چار رئیسوں میں سے ایک رئیس کا یہ حشر اللہ تعالیٰ کے غضب ہی کا نتیجہ ہو سکتا ہے۔ اولاد اپنے باپ کو یوں کس مپرسی کے عالم میں نہیں چھوڑا کرتی مرنے کے بعد اس کی لاش کو یوں گلتے سڑتے نہیں دیکھ سکتی لیکن جب اللہ تعالیٰ کا غضب آتا ہے تو اولاد کے دل میں محبت یا فاہرداری کے جذبات بھی ختم ہو جاتے ہیں اور اس کا وہی حشر ہوتا ہے جو اس گستاخ بارگاہ نبوت کا ہوا۔ سارے اہل مکہ نے دیکھا کہ مصطفیٰ کریم نے اپنے رب کی طرف سے جو یہ پیشگوئی کی تھی وہ حرف بحرف پوری ہوئی۔ نعوذ باللہ من غضبہ ومن غضب رسولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم۔

بعض علما کا خیال ہے کہ تَبَّتْ یہ جملہ خبریہ ہے اور تَبَّ بھی جملہ خبریہ اور اس سے مراد تاکید ہے۔ لیکن علامہ قرطبی نے فراء کا یہ قول نقل کیا ہے کہ تَبَّتْ یَدَا۔ یہ بددعا ہے اور تَبَّ جملہ خبریہ ہے۔ پہلے فرمایا ایسا ہو جائے پھر بتا دیا ایسا ہو گیا۔ قال الفراء الاول دعاء والثانی خبر۔ (قرطبی) علامہ پانی پتی بھی فرماتے ہیں، اخبار بعد اخبار للتاکید او الاولی دعائیۃ والثانی اخباریۃ۔ (مظہری)

ابولہب کا نام عبد العزّیٰ تھا۔ اپنے حسن و جمال اور چمکتے ہوئے چہرے کی وجہ سے اس نے اپنی کنیت ابولہب رکھی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی کنیت ذکر کی اور اس کا نام ذکر نہیں کیا۔ اس کی ایک وجہ تو یہ بتائی گئی ہے کہ وہ اپنے نام سے زیادہ اپنی کنیت سے مشہور تھا اور دوسری وجہ یہ کہ عبد العزّیٰ (عزّیٰ کا بندہ) یہ نام اس قابل نہ تھا کہ اسے قرآن کریم میں ذکر کیا جاتا۔

۲ ؎ یہ مکہ کے چار دولت مندوں میں سے ایک تھا۔ اس کے پاس آٹھ سیر سے زیادہ سونے کی اشرفیاں تھیں، دیگر جائیداد، سامان، مال مویشی اس کے ماسوا تھے اور صاحب اولاد بھی تھا۔ اس کے کئی لڑکے تھے جو اس کی موجودگی میں پورے جوان تھے لیکن جب اللہ تعالیٰ نے اسے پکڑا اور ایک زہریلا آبلہ اس کے جسم پر نمودار ہوا تو سارے نوکر، خادم، بھائی، رشتہ دار حتیٰ کہ اس کے اپنے فرزند بھی اس کو تڑپتا چھوڑ کر چلے گئے۔ اس دنیا ہی میں اس نے دیکھ لیا کہ جس دولت کی کثرت پر وہ فخر کیا کرتا تھا جن بیٹوں پر اس کو بڑا ناز تھا مصیبت کے وقت وہ اسے بے یار و مددگار چھوڑ کر چلے گئے اور اس کے ذرا کام نہ آئے۔ مَا كَسَبَ کا معنی بعض علما نے اولاد کیا ہے۔

۳ ؎ آج یہ میرے محبوب کی جناب میں گستاخی کرتا ہے، بے ادبی سے انگلی کا اشارہ کرتا ہے اور بڑی ڈینگیں مارتا ہے۔ قلیل عرصے کے بعد ہم اسے اس گستاخی کا مزا چکھائیں گے اور اسے ایسی آگ میں جھونکیں گے جس میں شعلے اٹھ رہے ہوں گے۔

۴ ؎ اس کی بیوی کا نام اَروٰی تھا اور کنیت ام جمیل تھی۔ یہ ابوسفیان کی بہن تھی اور بھینگی تھی اور اس کے دل میں حضور کی عداوت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ اسلام دشمنی میں یہ اپنے بدبخت خاوند سے کسی طرح پیچھے نہ تھی۔ اس کا مشغلہ یہ تھا کہ دن کے وقت جنگل میں نکل جاتی، خاردار لکڑیاں چنتی رہتی اور گٹھا باندھ کر اٹھا لاتی اور رات کے وقت اُس راستے میں ان کانٹوں کو بچھا دیتی جس سے گزر کر اللہ کا حبیب اپنے پروردگار

فِيْ جِيْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ ۝۵

اس کے گلے میں مونج کی رسی ہوگی ۶

کی جناب میں سجدہ ریز ہونے کے لیے حرم کی طرف تشریف لے جاتا۔ جب یہ سورت نازل ہوئی تو یہ سن کر آگ بگولا ہوگئی اور اپنی مٹھیوں میں سنگریزے بھر کر حضور کی تلاش میں نکل کر جہاں ملیں گے ان پتھروں سے خبر لوں گی۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کعبہ کے پاس بیٹھے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق حاضر خدمت تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق نے جب اس کو آتے ہوئے دیکھا تو عرض کی۔ یا رسول اللہ! ام جمیل آرہی ہے اور یہ ضرور کوئی خباثت کرے گی۔ حضور نے ارشاد فرمایا وہ مجھے نہ دیکھ سکے گی چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ وہ قریب آکر حضور کو نہ دیکھ سکی اور بڑبڑاتے ہوئے واپس چلی گئی۔ ارشاد فرمایا جس آگ میں اس کا گستاخ خاوند جلایا جائے گا اسی آگ میں وہ بھی جھونکی جائے گی۔

۵ حطب: ایندھن کو کہتے ہیں۔ جلانے کی لکڑی۔ حمالۃ: اٹھانے والی۔ ان الفاظ سے اس کے اس معمول کو بیان کیا گیا ہے جس پر وہ عمل پیرا رہی۔

حمالۃ الحطب کا ایک اور مفہوم بھی بیان کیا گیا ہے۔ جو شخص لوگوں کے درمیان چغل خوری کرے اس کے بارے میں کہتے ہیں۔ فلان یحطب علی فلان اذا ورش علیه۔ جب کوئی شخص لوگوں کے درمیان چغلیاں کھائے اور مخالفت کی آگ کو بھڑکائے اس کے لیے یہ لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ ایسے شخص کی حدیث پاک میں بھی بڑی مذمت کی گئی ہے۔ ارشاد نبوی ہے: لا یدخل الجنة نمّام۔ کوئی چغلخور جنت میں داخل نہیں ہوگا۔

کعب احبار سے مروی ہے کہ بنی اسرائیل میں قحط پڑ گیا۔ موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کے ہمراہ تین دن تک بارش کی دعا کرتے رہے۔ لیکن ایک بوند بھی نہ گری۔ آخر آپ نے عرض کی: الٰھی عبادك۔ الٰہی یہ تیرے بندے ہیں۔ اگر تو رحم نہیں فرمائے گا تو کون رحم کرے گا۔ اللہ تعالیٰ نے وحی کی کہ موسیٰ! میں تمہاری دعا قبول کروں گا اور نہ تمہارے ساتھیوں کی کیونکہ ان میں ایک ایسا آدمی ہے جو چغلخور ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا یا رب العالمین! وہ کون ہے تاکہ ہم اسے اپنی صفوں سے نکال دیں۔ ارشاد ہوا اے موسیٰ! میں تمہیں چغل خوری سے روکتا ہوں۔ میں خود اس شخص کی چغلی کیسے کھا سکتا ہوں! چنانچہ سب نے مل کر توبہ کی پھر انہوں نے بارش کے لیے دعا مانگی جو قبول ہوئی۔ اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ چغل خوری کبیرہ گناہ ہے۔ حضرت فضیل بن عیاض کا قول ہے: ثلاث تھد العمل الصالح ویفطرن الصائم وینقضن الوضوء، الغیبة والنمیمة والکذب۔ یعنی تین ایسی باتیں ہیں جو نیک اعمال کو غارت کر دیتی ہیں، روزہ توڑ دیتی ہیں اور وضو ٹوٹ جاتا ہے: غیبت، چغلی اور جھوٹ۔

اس کی ترکیب کے بارے میں متعدد اقوال ہیں، لیکن صحیح قول یہ ہے کہ اس کی نصب مذمت کی وجہ سے ہے۔ حمالة الحطب بالنصب علی الذم کانها اشتهرت بذلك فجاءت الصفة للذم لا للتخصص۔ یعنی اپنی اس صفت کی وجہ سے وہ مشہور و معروف تھی اس لیے یہ صفت اس کی تخصیص کے لیے نہیں بلکہ اس کی مذمت کے لیے ہے۔

۶ جید: گردن۔ حبل: رسی۔ مسد: مونج۔ ام جمیل کے بارے میں خصوصی طور پر یہ الفاظ استعمال کرنے میں

یہ راز ہے کہ وہ مکہ کے رئیسِ اعظم کی بیوی تھی۔ اس کے گلے میں جواہرات کا گراں بہا ہار تھا اور وہ کہتی تھی، واللات والعزی لانفقنها فی عداوۃ محمد۔ کہ لات وعزیٰ کی قسم میں موتیوں کے اس بیش قیمت ہار کو فروخت کر کے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی عداوت میں خرچ کروں گی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اسی اکڑی ہوئی گردن میں جس میں آج بڑا قیمتی ہار ہے، ہم مونج کی رسی ڈال کر اسے جہنم میں گھسیٹیں گے جو شرکی طلبی ہوگی۔ بعض روایات میں یہ بھی آیا ہے کہ وہ حسبِ معمول خاردار لکڑیوں کا گٹھا سر پر اٹھائے ہوئے آرہی تھی۔ وہ گٹھا مونج کی رسی میں بندھا ہوا تھا۔ وہ ایک پتھر پر آرام کرنے کے لیے بیٹھ گئی۔ وہ گٹھا پیچھے ہٹ گیا اور رسی اس کے گلے میں حائل ہوگئی جس سے اس کا دم گھٹ گیا اور وہ مرگئی۔

لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

اللھم انا نعوذ بک من سوء الادب فی حضرۃ المصطفیٰ ونعوذ بک بجاھہ عندک من سخطک وسخط نبیک و حبیبک واجعلنا من خدامہ المتادبین فی جنابہ المتمسکین بذیلہ المقتفین بآثارہ النیرۃ علیہ و علی آلہ من الصلوات اطیبھا ومن التسلیمات ازکٰھا

۱۰ رمضان المبارک ۱۳۹۹ھ